آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ⁂ لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۹ — مارچ سنہ ۱۹۲۰ء — نمبر ۳

مطابق ماہ رجب سنہ ۱۳۳۸ھ

چندہ سالانہ [illegible]

[illegible]

فہرست مضامین

اسلامی عقائد صحیحہ کے پرکھنے کا معیار	۷۷ – ۱۱۰
احمدیہ تبلیغی اخبار	۱۱۰ – ۱۱۵
سہ ماہی رپورٹ متعلق رسالہ ریویو آف ریلیجنز از یکم جنوری لغایت ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء	۱۱۵ – ٹائٹل صفحہ ب تک

حضرت خلیفۃ المسیح اول شاہی حکیم مولٰنا مولوی نورالدین صاحب رضی کی مجربات ادویات

سرمہ لاثانی } کمزوری آنکھ۔ دھند۔ جالا۔ سرخی چشم۔ ضعف بصارت۔ آنسوؤں کا جاری رہنا۔ (۱۰) امراض کا لاثانی سرمہ۔ قیمت ۶ ماشہ عمہ

سرمہ برقی۔ کمزوری آنکھ۔ خارش۔ آنکھوں سے پانی کا آنا۔ دھند۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

مومیائی۔ بدن کی طاقت کے لئے اکسیر۔ تمام قوتوں کا مجموعہ۔ کیسی ہی کمزوری ہو۔ اس کے استعمال سے رفع ہوجاتی ہے۔ قیمت فی تولہ عہ

معجون مسکی۔ بدن کی زردی۔ کمی خون۔ دل کا دھڑکنا۔ معدہ کی کمزوری۔ سانس کا پھولنا۔ ان بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت ۴ تولہ صہ

حب جانا۔ تمام بدن کی کھوئی طاقت کا واپس لانا ان کا فرض عین ہے کمی خون کو چند یوم میں پورا کردینا ان کا منصب ہے، تمام پٹھوں کی کمزوری کے لئے ان کے اندر برقی تماشا ہے۔ دماغ کی قوت میں بے مثل ہیں۔ نسیان کو دور کرنا ان کے ہاتھ کا کھیل ہے۔ منگواؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ ۲۰ گولیاں عہ

اٹھرا

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز۔ اور خیر خواہ ہر انسان حکیم الامت مولٰنا مولوی نورالدین صاحب رضی شاہی حکیم کا وہ مجرب المجرب نسخہ پورے طور [illegible]ار کیا ہے جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے یہ وہ گھر ہیں جو اسقاط حمل کی وجہ سے یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے یا جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر راہ دار البقا لے لیتے تھے یا جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہوجایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہوچکے تھے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی گھر بامراد ہوگئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں اور اکسیر جنین کا استعمال کرائیں اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں۔ ان کے فوائد کے لحاظ سے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھائے۔ قیمت فی تولہ عہ

ملنے کا پتہ:۔ **نظام جان عبدالرحمٰن کاغانی۔ قادیان** ضلع گورداسپور (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی عقائد صحیحہ کے پرکھنے کا معیار

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک تازہ تقریر)

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ
اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا
عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى
مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ
اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰)

ہم سب انبیاءؑ کی عزّت کرتے ہیں

دنیا میں بہت سے انبیاءؑ گذرے ہیں۔ اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے پیارے اور بزرگ تھے۔ اور اس کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے۔ ہمارے سردار ہیں۔ ہم ان کا ادب اور احترام کرتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ توفیق دے۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

علاوہ ان کو بھی درودوں میں شامل کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے مالک اور خالق کے پیارے ہیں۔ اور جب اس کے پیارے ہیں۔ تو ہمارے بھی پیارے ہیں۔ ان کو ہمارے مالک اور خالق خدا نے عزت دی ہے۔ اور جن کو اس نے عزت دی ہے۔ ان کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے۔ پس ہم تمام انبیاءؑ کا احترام کرتے ہیں۔ خواہ ان کا نام ہمیں قرآن کریم کے ذریعہ معلوم ہوا یا قرآن نے ان کا نام نہیں لیا۔ قرآن کے اس مقرر کردہ اصول کے ماتحت کہ ان من امة الا خلا فیھا نذیر کوئی اُمت ایسی نہیں گذری جس میں نذیر نہ آیا ہو۔ ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔ اور جہاں جہاں کوئی نبی آیا ہے۔ اس کا احترام کرتے ہیں ؎

سب انبیاءؑ سے افضل رسول کریم صلعم ہیں

لیکن باوجود اس اقرار کے ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان سب نبیوں اور سب انسانوں کے جو آج تک پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہونگے سردار اور ان سے افضل اور اعلیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ جب سے دنیا کا آغاز ہوا ہے۔ اس وقت سے لیکر کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکے۔ اور کسی ذاکر نے خدا تعالیٰ کا اتنا ذکر اپنی زبان پر جاری نہیں کیا۔ کہ اس مقام پر قدم رکھ سکے۔ جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم تھا۔ خواہ کوئی نبی ہو یا غیر نبی رسول ہو یا غیر رسول کوئی ہو کسی ملک کا رہنے والا ہو کسی تمدن کی اتباع کرنے والا ہو کوئی زبان بولنے والا ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہرگز نہیں کھڑا ہو سکتا ؎

ہمارے پاس اس دعوے کے ثبوت ہیں

یہ صرف دعویٰ نہیں۔ بلکہ ایک صداقت اور حقیقت ہے۔ جس کے دلائل موجود

ہیں۔ خالی دعویٰ تو ہر شخص پیش کر سکتا ہے۔ ایک ہندو بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ تمہارا کیا حق ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے افضل ہے۔ ہمارے اوتار سب سے اعلیٰ ہیں۔ ہم احمدیت کے رو سے یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں بھی اوتار گذرے ہیں۔ مگر یہ نہیں مان سکتے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اوتار افضل گذرا ہے۔ مگر ایک ہندو کا حق ہے۔ کہ وہ دعویٰ کرے۔ کہ ہمارا فلاں اوتار سب انسانوں سے افضل ہے۔ اسی طرح ایک عیسائی بھی کہتا ہے۔ کہ یسوع مسیح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے افضل ہے۔ یہودی بھی کہتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ سب سے افضل ہیں۔ اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگ بھی اپنے اپنے بزرگوں کو سب سے افضل بتاتے ہیں۔ لیکن ان کے اور ہمارے دعویٰ میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے دعوے کے ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ مگر ان کے پاس اپنے دعویٰ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا نبی یا ہمارا اوتار یا ہمارا خداوند مسیح سب سے افضل ہے۔ مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکتے۔ اور ہم جو کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ تو اس کا ثبوت بھی پیش کرتے ہیں۔ جو روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ ہاں اگر ہمارے پاس بھی دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح ثبوت اور دلائل نہ ہوتے۔ تو ہمارا بھی حق نہ تھا۔ کہ یہ دعویٰ کرتے۔ مگر خدا کے فضل سے ہمارے پاس ثبوت اور دلائل موجود ہیں۔ جو ہم پیش کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ محض ضد اور تعصب سے ایسا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے۔ جو اپنی ہی چیز کو اچھا کہے۔ اور دوسروں کے پاس خواہ اس سے اعلیٰ چیز موجود ہو۔ اسے بُرا قرار دے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا۔ ایک دن جبکہ اس کا دربار لگا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ایک غلام کو ٹوپی دی۔ اور کہا جو لڑکا سب سے

خوبصورت ہو۔ اس کے سر پر رکھدو۔ وہ ٹوپی لیکر گیا۔ اور اپنے میلے کچیلے لڑکے کے سر پر رکھ آیا جس کے ہونٹ بہت موٹے تھے۔ ناک بہ رہی تھی۔ اور آنکھیں چندھائی ہوئی تھیں۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا یہ تم نے کیا کیا۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت مجھے یہی لڑکا سب سے زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے اس لئے اسی کے سر پر ٹوپی رکھ آیا ہوں۔ تو یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ اپنی ہی چیز کو اعلیٰ اور سب سے افضل قرار دیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کسی نے مجنوں کو کہا تھا۔ کہ لیلیٰ کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے۔ اس سے اعلیٰ درجہ کی اور کئی عورتیں ہیں۔ تم اس پر کیوں مر رہے ہو۔ مجنوں نے کہا۔ تمہاری نظر میں وہ خوبصورت نہ ہوگی اس کو میری آنکھوں سے دیکھو۔ تو خوبصورت معلوم ہو۔ تو جس سے انسان کو محبت ہوتی ہے۔ اس کا درجہ سب سے بڑھاتا ہے۔ اور اس کو سب سے اعلیٰ قرار دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مذاہب والے اپنے اپنے بزرگوں کو جو سب سے اعلیٰ اور افضل بتاتے ہیں۔ تو محض محبت اور تعلق کی وجہ سے بتاتے ہیں۔ مگر ان کے افضل اور اعلیٰ ہونے کا جب ان سے ثبوت طلب کیا جائے۔ تو کچھ نہیں پیش کر سکتے۔ ثبوت صرف ہمارے ہی پاس ہے۔ جو ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے اعلیٰ اور افضل ہونے کے متعلق پیش کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہونے کے ثبوت اور دلائل تو اتنے ہیں۔ کہ اگر ان کو ہم پیش کرنا شروع کریں۔ تو سالہا سال کا عرصہ درکار ہے۔ قرآن کریم سارے کا سارا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے ثبوتوں سے بھرا ہوا ہے۔ زمین و آسمان آپ کی فضیلت کی شہادت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جو ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور اس کی تمام مخلوق شہادت پیش کر رہی ہے، مگر چونکہ اس قدر وسیع باتوں کا سمجھنا اور اس وقت ان کا پیش کرنا آسان نہیں

ہے۔ اس لئے میں ایک ہی دلیل کو لیتا ہوں۔ جو بہت بڑی ہے۔ اور جس کا سمجھنا ہر ایک انسان کے لئے نہایت آسان ہے۔

درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے

وہ دلیل حضرت مسیحؑ کے قول میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت مسیحؑ انجیل میں فرماتے ہیں۔ "درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے" جب کسی درخت کو پھل لگتے ہیں۔ تو ان کے ذریعہ اس کی خوبی اور برتری معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ ایک بالکل سچا واقعہ اور نیچر کا مقرر کردہ قاعدہ ہے۔ جس کو حضرت مسیحؑ نے بیان کیا ہے۔ مثلاً آم کے درخت کو کیکر کے درخت پر کیا فضیلت ہے یہی کہ آم شیریں پھل دیتا ہے۔ لیکن کیکر نہیں دیتا۔ پھر آم کے درختوں کی ایک دوسرے سے کیونکر قیمت بڑھتی ہے۔ اسی طرح کہ کوئی درخت کم پھل دیتا ہے۔ اور کوئی زیادہ۔ کسی کے پھل شیریں ہوتے ہیں۔ اور کسی کے کھٹے۔ تو پھلوں کی وجہ سے ہی ایک درخت کو دوسرے درخت پر فضیلت ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ایک کی قیمت دوسرے کی قیمت سے بڑھتی ہے۔ یہی حال اور دوسرے درختوں کا ہوتا ہے۔ کہ جس غرض اور جس کام کے لئے وہ ہوتے ہیں۔ اس کو جو اعلیٰ طور پر پورا کرتا ہے۔ اس کو دوسروں پر فضیلت دی جاتی ہے۔ اور جو اس غرض کو پورا نہیں کرتے۔ ان کی کچھ فضیلت نہیں رہتی۔ دیکھو آم کا درخت پھل دینے چھوڑ دیتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں ایک ایسے درخت کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ جو کوئی پھل نہیں دیتا۔ کیونکہ اسکی لکڑی آم کی لکڑی کی نسبت مضبوط اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ تو آم۔ انار اور اور درختوں کی قیمت ان کے پھلوں اور پھر پھلوں کی شیرینی پر لگتی ہے۔

رسول کریمؐ کی فضیلت دیگر انبیاء پر

اسی اصل کے ماتحت ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاءؑ کی تعلیم کا مقابلہ کرتے

ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت حاصل ہے یا نہیں۔ کہ آپ کی تعلیم پھل اور نتائج کے لحاظ سے دوسروں سے اعلیٰ ہے۔ اگر آپ کی تعلیم کے پھل دوسرے انبیاء کی تعلیموں سے زیادہ اور اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ تو پھر آپ کے افضل ہونے میں بھی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔ لیکن اگر آپ کی تعلیم کے پھل اور ثمرات اور فوائد پہلے نبیوں کی تعلیموں سے کم ہوں۔ تو آپ بھی ان نبیوں سے کم درجہ کے ہونگے ﴿

اس اصل کے ماتحت ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کو دیکھتے ہیں۔ اور موٹی موٹی چند ایک مثالیں لیتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ آپ کے پھل کیسے تھے۔ یہ تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں۔ کہ آدمی کو درختوں کی طرح میوے نہیں لگا کرتے۔ بلکہ اس کے پھلوں سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ جو تعلیم وہ دیتا ہے۔ اس کا اثر اور نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اور اس کی تعلیم سے کیسے لوگ تیار ہوتے ہیں۔ اس بات کا موازنہ کرنے کے لئے ہم تین نبیوں کو لیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انا سید ولد آدم کہ میں آدم کے تمام بیٹوں کا سردار ہوں۔ اس دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہم حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہیں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے نبی تھے جبکہ خود خدا تعالیٰ نے بتایا ہے۔ اس لئے ان کے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے ہونے سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیا درجہ ہے۔ اس کے لئے ہم ان کے پھلوں کو دیکھتے ہیں۔ اور معلوم کرتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو کیسے پھل لگے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کو کیسے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کو کیسے۔ یہ سب انبیاءؑ چونکہ دنیا کی اصلاح

کے لئے آئے تھے۔ اس لئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کس نبی نے اپنی تعلیم کے ذریعہ ایسی جماعت تیار کی۔ جو تقویٰ و طہارت میں سب سے بڑھ گئی۔ اور کوئی جماعت اس کا مقابلہ نہ کر سکی جس نبی کی تیار کردہ جماعت ایسی ثابت ہو جائیگی۔ وہ سب سے بڑھ جائیگا۔ خواہ وہ عیسیٰؑ ہو خواہ موسیٰؑ۔ لیکن اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت قربانی اور ایثار تقویٰ و طہارت نیکی اور بھلائی میں سب سے بڑھکر ثابت ہو۔ تو خواہ دنیا کچھ کہے۔ اور کسی کو افضل ٹھیرائے۔ دلائل اور ثبوت ہی پکار پکار کر کہینگے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے افضل ہیں۔ اور کوئی نہیں جو اُن کی شان کو پہنچ سکے۔

رسول کریمؐ اور دیگر انبیاءؑ کے پھلوں کا مقابلہ

اب ہم ان انبیاءؑ کی تعلیموں کے نتائج کا موٹا سا مقابلہ کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ آئے۔ اور اُنہوں نے بنی اسرائیل کو تبلیغ کی۔ کسی قوم اور جماعت کی فرمانبرداری اور اطاعت کا پتہ مشکلات اور مصائب کے وقت ہی لگا کرتا ہے۔ قصہ مشہور ہے۔ کہ ایک پوربیا مر گیا۔ اور اس کی بیوی نے ماتم شروع کیا۔ کہ ہائے فلاں سے اس نے اتنا روپیہ لینا تھا وہ کون لیگا۔ ایک دوسرا پوربیا بولا "اری ہم" پھر اس نے کہا فلاں جائداد کا کون انتظام کریگا۔ اس نے کہا "اری ہم" اسی طرح کہتے کہتے جب اس نے یہ کہا۔ کہ اس نے فلاں کا اتنا روپیہ دینا تھا۔ وہ کون دیگا۔ تو کہنے لگا۔ میں ہی بولتا جاؤں کوئی اور بھی بولیگا یا نہیں۔ تو ایسے تو بہت لوگ ہوتے ہیں۔ جو لینے اور فائدہ اُٹھانے کے وقت آگے بڑھتے ہیں۔ لیکن مشکل کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اس لئے اصل قربانی اور محبت کا پتہ مشکلات کے وقت ہی لگتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے پھل

حضرت موسیٰؑ کی جماعت کا واقعہ قرآن میں آتا ہے۔ اور بائیبل میں بھی مذکور ہے۔ اس لئے

جبکہ نہ مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور نہ عیسائی تو پھر اور کسی کو اس کا انکار کرنے کا کیا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ کو ایک ایسی قوم سے مقابلہ آپڑا۔ جو بڑی زبردست اور طاقتور تھی۔ تو حضرت موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ مگر ان کی قوم نے یہ دیکھ کر کہ ہمارا دشمن بڑا طاقتور ہے۔ کہا کہ اس سے ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے کہا تم خدا کا نام لیکر چلو تو سہی۔ خدا ہمیں مدد دیگا۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ اے موسیٰ ہم تو اس دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہرگز نہ جائیں گے۔ تیرا خدا اور تو جاؤ اور جا کر لڑو۔ بائیبل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ کی جماعت کا ایک بہت قلیل حصہ مقابلہ کے لئے تیار ہوا اور باقی ساری کی ساری قوم پیچھے رہ گئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ کی جماعت کے اکثر حصہ کی حالت یہ ہوئی۔ کہ اس نے ان کو کہدیا کہ تو اور تیرا خدا جا کر لڑو ہم نہیں جائینگے "

حضرت عیسیٰ ؑ کے پھل

ان کے بعد ہم حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف آتے ہیں۔ وہ دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے لوگوں کی اصلاح کی۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر اس وقت ہمیں مقابلہ کرکے یہ دیکھنا ہے۔ کہ ان کا کام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کیسا تھا۔ ان کی جماعت میں بھی یہی نظر آتا ہے۔ کہ جب دشمن نے حضرت عیسیٰ ؑ کو پکڑنا چاہا۔ تو اس وقت ان کے ایک بڑے حواری سے جس کو انہوں نے اپنی جماعت کا امام بنایا ہوا تھا۔ جب پوچھا گیا۔ کہ تو عیسیٰ ؑ کو جانتا ہے۔ تو اس نے یہ دیکھ کہ میں بھی پکڑا جاؤنگا۔ کہا کہ میں تو اس پر لعنت کرتا ہوں تو بجائے اس کے کہ وہ اس وقت یہ کہتا کہ ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ جو اس کا حال ہوگا وہی میرا ہوگا۔ وہ کہتا ہے۔ میں اسے جانتا ہی نہیں۔ اور پھر اس پر

بس نہیں کرتا۔ بلکہ لعنت کرتا ہے ؎

رسول کریمؐ کے پھل

ان واقعات کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیار کردہ جماعت کو دیکھتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ اور مدینہ آکر مدینہ والوں کے ساتھ یہ معاہدہ ہوتا ہے۔ کہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ کرے گا۔ تو مدینہ والے اس کے مقابلہ میں لڑینگے۔ اور اگر باہر جا کر لڑنا پڑا۔ تو ان پر لڑنا فرض نہ ہوگا۔ لیکن جب احد کی لڑائی کا وقت آیا۔ اور دشمن نے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا۔ تو صحابہؓ میں مشورہ ہوا۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑیں۔ تاکہ لڑائی کے لئے کھلا میدان مل جائے۔ لیکن مشکل یہ تھی۔ کہ دشمن کی تعداد اتنی کثیر تھی۔ کہ مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ دشمن کے پاس تین ہزار تجربہ کار سپاہی تھے۔ اور مسلمانوں کے صرف ایک ہزار آدمی تھے۔ جن میں سے اکثر لڑائی سے ناواقف تھے۔ کیونکہ مدینہ کے لوگ لڑائی کرنا نہ جانتے تھے۔ وہ زمینداری اور زراعت میں مصروف رہتے تھے۔ اور جس طرح ہمارے ملک میں رواج ہے۔ کہ غلطی سے پیشوں کی وجہ سے لوگوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کے متعلق کہا جاتا تھا۔ کہ یہ کیا لڑینگے۔ یہ لوگ بھی اس ایک ہزار کی تعداد میں شامل تھے۔ پھر اس میں تین سو لوگ ایسے تھے۔ جو منافق تھے۔ اور جن کو سب مسلمان جانتے تھے۔ کہ ہمیں گالیاں دیتے۔ اور بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اس لئے مسلمان سمجھتے تھے۔ کہ ہماری تعداد دشمن کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ مشورہ دو۔ باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ یا اندر رہ کر ہی۔ آخر فیصلہ ہوا۔ کہ باہر ہی جا کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے بدر کے موقعہ پر بھی فرمایا تھا کہ ہاں مشورہ دو جس سے آپکا مطلب

یہ تھا۔ کہ انصار بولیں آن کا کیا ارادہ ہے۔ کیونکہ ان سے معاہدہ تھا۔ کہ اگر باہر جاکر دشمن کا مقابلہ کرنا پڑا۔ تو وہ نہ جائینگے۔ اس پر ایک انصاری اُٹھا۔ اور اس نے کہا۔ یارسول اللہ کیا آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم بولیں۔ ہم نے جب آپ کو خدا کا رسول مان لیا۔ تو اب کیا ہے۔ اگر آپ ہمیں کہینگے۔ کہ سمندر میں گھوڑے ڈال دو۔ تو ہم ڈال دینگے۔ پھر کسی نے کہا ہم موسیٰؑ کی طرح یہ نہ کہینگے کہ جاتو اور تیرا خدا جاکر لڑو۔ بلکہ جب تک دشمن ہماری لاشوں کو روندکر آپ تک نہیں آئیگا۔ ہم اُسے نہیں آنے دینگے۔

یہ تھا پھل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا۔ اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اب دیکھ لو کس کے پھل اعلیٰ ہیں۔ آیا موسیٰؑ کے جنہوں نے کہدیا تھا۔ کہ تو اور تیرا خدا جاکر لڑو ہم نہیں جائینگے۔ یا عیسیٰؑ کے جس کے خاص حواری نے ان پر لعنت کی تھی۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنہوں نے باوجود باہر جاکر نہ لڑنے کا معاہدہ کیا ہوا تھا۔ یہ کہا کہ اگر دشمن آپ تک پہنچیگا۔ تو ہماری لاشوں کو روندکر ہی پہنچیگا۔ جیتے جی ہم اُسے آپ تک نہ آنے دینگے۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ جوش میں آکر لوگ اس طرح کہہ ہی دیا کرتے ہیں۔ لیکن جب مصیبت آپڑتی ہے۔ تب یہ جوش قائم نہیں رہتا۔ مگر اُنہوں نے یہ زبان سے ہی نہ کہا۔ بلکہ لڑائی میں بھی گئے۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے نرغے میں گھر گئے۔ اور ایسے خطرناک طور پر گھر گئے۔ کہ عام خبر مشہور ہوگئی۔ کہ آپ شہید ہوگئے ہیں۔ اس وقت ان لوگوں کی کیا حالت ہوئی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک انصاری حضرت عمرؓ سے جنہوں نے سر نیچے ڈالا ہوا تھا آکر پوچھتے ہیں کیا ہوا۔ وہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے۔ یہ سُن کر

وہ انصاری کہتے ہیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔ تو ہمارے یہاں رہنے کا کیا فائدہ۔ چلو ہم بھی چلیں۔ اور لڑکر مارے جائیں۔ یہ کہکر وہ گئے۔ اور لڑکر مارے گئے۔ اور اس سختی سے لڑے۔ کہ جب ان کی لاش کو دیکھا گیا تو اس پر ستّر زخم لگے تھے۔ پھر اور اخلاص کا نمونہ دیکھئے۔ جب دشمن تیر پہ تیر رسول کریمؐ کو مار رہا تھا۔ تو چند صحابہؓ آپ کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ جن کی پیٹھیں تیروں سے چھلنی ہو گئیں۔ کسی نے ایک صحابی سے پوچھا جب تم پر تیر پڑتا تھا۔ تو کیا تم اُف بھی نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا میں اُف اس لئے نہ کرتا تھا۔ کہ کہیں میرا جسم نہ ہل جائے۔ اور تیر رسول کریمؐ پہ جا پڑے۔

مسلمان عورتوں کا اخلاص

یہ تو لڑنے والوں کا حال تھا۔ جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ مرد بہادر ہوا ہی کرتے ہیں۔ مگر یہ اخلاص مردوں تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ عورتوں میں بھی ایسا ہی پایا جاتا تھا۔ یہی لڑائی جس میں مشہور ہوا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے۔ جب ختم ہوئی۔ اور لوگ مدینہ کو واپس لوٹے۔ تو ادھر مدینہ کے بچّے اور عورتیں رسول کریمؐ کی شہادت کی خبر سُن کر دیوانہ وار باہر نکلے۔ لڑائی سے واپس آنے والے لوگ آگے آگے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک عورت بے تحاشا آکر پوچھتی ہے۔ کہ رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس کے دل میں چونکہ رسول کریمؐ کے متعلق اطمینان اور تسلّی تھی۔ اس نے اس بات کو معمولی سمجھ کر کہا تمہارا باپ مارا گیا۔ عورت نے کہا میں نے پوچھا ہے رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تمہارا بھائی مارا گیا ہے۔ عورت نے کہا میں یہ پوچھتی ہوں رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا تیرا خاوند بھی مارا گیا ہے۔ عورت

نے کہا میری بات کا تم کیوں جواب نہیں دیتے۔ میں پوچھتی ہوں رسول اللہؐ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا رسول اللہؐ زندہ ہیں۔ یہ سُن کر اس عورت نے کہا شکر ہے خدا کا اگر رسول اللہؐ زندہ ہیں۔ تو ہمیں اور کسی کی پروا نہیں؛

اس بات کو وہ شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس نے عورتوں کا جزع فزع دیکھا ہو۔ کہ اگر کسی عورت کا ایک دن کا بچہ بھی مر جاتا ہے۔ تو کس قدر روتی ہے۔ مگر اس عورت کا سارے کا سارا خاندان کہ جس پر اس کا آسرا تھا۔ مارا جاتا ہے۔ لیکن وہ کہتی ہے۔ اگر رسول اللہؐ زندہ ہیں۔ تو کوئی حرج نہیں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوّت قدسیہ تھی۔ جس نے مردوں اور عورتوں میں ایسا اخلاص بھر دیا۔ اور یہ آپ کے سب سے افضل ہونے کا ثبوت ہے۔ جو اور کوئی قوم اپنے نبی کے متعلق پیش نہیں کر سکتی۔ پس ثابت ہو گیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سب انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ اور آپ کا درجہ ہر بات میں دوسروں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے جو جماعت تیار کی اس کے مردوں۔ عورتوں حتّٰی کہ بچوں میں ایسا اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے جس کا نمونہ اور کہیں نہیں مل سکتا؛

مسلمان بچّوں کا اخلاص

بدر کی لڑائی میں دو پندرہ پندرہ برس کے لڑکوں نے بڑی کوشش سے رسول کریمؐ سے لڑائی میں شامل ہونے کی اجازت حاصل کی۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ لڑائی کے وقت یہ دو نو لڑکے میرے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ اور میں یہ خیال کر رہا تھا۔ کہ آج میں کس طرح لڑونگا۔ میرے ساتھ اگر بہادر سپاہی ہوتے۔ تو میں لڑ سکتا۔ اب کیا کرونگا۔ میں ابھی اسی خیال میں تھا۔ کہ ایک لڑکے نے مجھے کہنی ماری۔ اور جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے پوچھا چچا ابو جہل کہاں ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو بہت دُکھ دیا کرتا ہے۔ مَیں ابھی اس کو جواب نہیں دینے پایا تھا۔ کہ دوسرے نے آہستہ سے پوچھا تاکہ دوسرا نہ سُن لے۔ چچا ابو جہل کونسا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ مَیں اس کو ماروں۔ یہ صحابی عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف تھے۔ جو بڑے بہادر اور جری تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ یہ خیال میرے دل میں بھی نہ تھا۔ کہ مَیں ابو جہل کو ماروں۔ مگر مَیں نے ابھی ابو جہل کی طرف اشارہ ہی کیا تھا۔ کہ دونو لڑکے میرے دائیں اور بائیں سے چیل کی طرح اُڑے۔ اور دشمن کے لشکر میں گُھس کر ابو جہل کو جا مارا۔ دیکھو یہ پندرہ پندرہ برس کے لڑکے تھے۔ اس نور کے بغیر جو ان کو حاصل تھا۔ اس عمر کے لڑکے کیا کرتے ہیں۔ یہی کہ شہر کے لڑکے انگریزی کھیلیں کھیلتے ہیں۔ اور گاؤں کے لڑکے دیہاتی کھیلیں۔ مگر وہ اپنی جان کی کھیل کھیلتے ہیں۔ اور ایسی بہادری سے کھیلتے کہ بڑے بڑے بہادر حیران ہو جاتے ہیں ؎

یہ نظارہ ایک عقلمند اور سمجھدار انسان کو بہت بڑے نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب انبیاءؑ سے افضل تھے۔ اور کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے۔ اور خود رسول کریمؐ یہی فرماتے ہیں۔ کہ مَیں سب انسانوں کا سردار ہوں۔ جب ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جو نبی سب سے افضل ہے۔ وہی خدا کا سب سے پیارا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ رسول اللہؐ سے پیار اور محبت کے متعلق فرماتا ہے:۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ .. ..

.. (۳-۲۹) محمدؐ تو ہمارا ایسا محبوب ہے۔ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے۔ وہ بھی ہمارا محبوب ہو جاتا ہے ؎

مسلمانوں کے اختلاف کا آسان طریق سے فیصلہ

اس نکتہ کو مدِّ نظر رکھکر اسلام کی صداقت اور حقیقت کا سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔

پھر عام طور پر مسلمانوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب تجربہ اور مشاہدہ سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سب انبیاءؑ سے اعلیٰ اور ہر طرح ہر رنگ میں افضل ہیں۔ تو اسلام کے ہر مسئلہ کے متعلق غور کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہی عقیدہ درست اور صحیح ہو سکتا ہے۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور سب کمالات کا جامع ہونا ثابت ہو۔ اور جس عقیدہ سے یہ ثابت ہو۔ کہ آپ کسی سے افضل نہیں رہتے۔ یا اس کے اختیار کرنے سے آپ کے کسی کمال میں نقص پایا جاتا ہے۔ تو وہ عقیدہ قطعاً اسلام کے خلاف تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہو گا۔ وہ اسلام کا پیش کردہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ اپنا بنایا ہوا ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کم کرنے والا اور آپ کی عظمت کو بٹہ لگانے والا ہو ٭

Digitized by Khilafat Library

موجودہ زمانہ میں ایک اختلاف اور اس کا فیصلہ

اس نکتہ کو مدّنظر رکھتے ہوئے جس میں کسی مسلمان کو خواہ وہ کسی فرقہ کا ہو اہلحدیث ہو یا اہلسنت۔ سہروردی ہو یا دیوبندی شیعہ ہو یا سُنی غرض کسی فرقہ کا ہو۔ اسے اس امر میں اختلاف نہ ہو گا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ اور کوئی ایسا عقیدہ درست نہیں ہو سکتا۔ جس سے آپ کی شان اور عظمت کم ہو۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ میں جو ایک اختلاف پیدا ہوا ہے۔ کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی غلامی میں اس دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اتباع میں اس بات کو مدّنظر رکھکر کہ عیسائیت

تمام مذاہب کو عموماً اور اسلام کو خصوصاً کھاتی جارہی ہے۔ خدا نے میرا نام مسیح رکھا ہے۔ تا کہ میں عیسائیت کو پاش پاش کر کے اس پر اسلام کو غالب کروں۔ اور اس لحاظ سے کہ مسلمان اسلام سے دُور ہو گئے۔ شریعت کے احکام کی پابندی نہیں کرتے۔ ان کا اکثر حصہ نمازیں نہیں پڑھتا۔ جو پڑھتا ہے وہ طوطے کی طرح پڑھتا ہے۔ ان مفاسد کو دُور کرنے کے لئے میرا نام مہدی رکھا گیا ہے"

مُدعی کے دعویٰ پر ضرور غور کرنا چاہیئے۔

اب اگر یہ دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہو۔ تو اس سے بڑھ کر کافر کون ہو سکتا ہے۔ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھے خدا نے الہام کیا۔ حالانکہ خدا نے نہ کیا ہو۔ اور اس کا دعویٰ جھوٹا ہو۔ تو اس سے بڑھ کر مجرم کون ہو سکتا ہے۔ ہاں ہر مسلمان پر یہ فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے اور غور کرے۔ کہ دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا۔ دیکھو اگر ایک چوہڑا چمار معمولی ڈھنڈورا دیتا پھرے۔ تو لوگ اس کی طرف دوڑتے جاتے اور معلوم کرتے ہیں۔ کہ کیا کہتا ہے۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک شخص یہ دعویٰ کرے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ اگر وہ جھوٹا بھی ہو۔ تو بھی خدا تعالیٰ ان لوگوں سے جنہوں نے اس کے دعویٰ پر غور نہیں کیا ہوگا۔ پوچھیگا۔ کہ تمہیں بغیر غور کئے کس طرح معلوم ہو گیا۔ کہ یہ جھوٹا تھا۔ دراصل تمہاری نیت ہی ٹھیک نہ تھی۔ ورنہ تم اس کے دعویٰ پر ضرور غور کرتے اور غور کے بعد اس کے جھوٹے یا سچے ہونے کا فیصلہ کرتے۔ تمہارے دل میں خدا کا ادب اور توقیر ہی نہ تھی۔ ورنہ وہ جس نے خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے دعویٰ کی طرف تم ضرور توجہ کرتے"

خدا کا ادب رکھنے والے کی مثال

خدا تعالیٰ کا ادب جس انسان کے دل میں

ہوتا ہے۔ اس کی عجیب حالت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آکر کہا آپ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بتائیں۔ کہ آپ نبی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں خدا تعالیٰ قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا میں آپؐ کو قبول کرتا ہوں۔ یہ بھی ادب کی ایک حد ہے۔ لیکن یہ ادب بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ عام لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے دعویٰ کو چھوڑ کر باقی خوبیاں تو مانتے جاتے ہیں۔ لیکن اس دعویٰ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متعلق مخالفین کی رائے

دیکھو حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق مخالف یہ تو مانتے ہیں کہ آپ سلطان القلم تھے۔ چنانچہ آپؐ کی وفات پر اخبار وکیل میں لکھا گیا۔ کہ:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔"

کیا جس شخص کی یہ تعریف ہو۔ اس کو پاگل یا مجنون کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب اس کے متعلق یا تو یہ کہا جائیگا۔ کہ چالاک اور لسان آدمی ہے۔ لوگوں کو فریب میں لانا چاہتا ہے۔ یا یہ کہ سچا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔ بس یہی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کہ یا تو جھوٹا ہے۔ اور

خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے اس سے بُرا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یا سچا ہے۔ اور واقعہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اس لحاظ سے اس کے دعویٰ کو ماننا ہر شخص پر فرض ہے ؎

فرستادۂ خدا کا انکار آگ سے کھیلنا ہے

پس ایک ایسا شخص جو پاگل نہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی بات کو سُننا نہایت ضروری اور اہم ہے۔ اگر وہ جھوٹی ہو تو بے شک اسے رد کر دیا جائے۔ لیکن اگر سچی ہو۔ تو پھر اس کا رد کرنا آسان نہیں۔ آگ سے کھیلنا آسان ہے۔ لیکن اس کی بات کا رد کرنا آسان نہیں۔ کیونکہ آگ صرف جسم کو جلاتی ہے۔ اور اس کا انکار روح کو جلاتا ہے۔ پھر آگ تو پچاس ساٹھ یا سو سال کی زندگی کا خاتمہ کرتی ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے کروڑوں کروڑ سال کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ پھر آگ دنیا کی خوشی اور آرام سے علیحدہ کرتی ہے۔ مگر اس سے عقبیٰ کا آرام اور اطمینان کھویا جاتا ہے۔ پھر آگ عارضی رشتوں اور تعلقوں سے جُدا کرتی ہے۔ مگر اس سے خالق اور مالک اور سب سے بڑھکر محبوب خدا سے جُدائی ہو جاتی ہے۔ پس اس نہایت ہی ضروری مسئلہ پر جس قدر بھی غور کیا جائے تھوڑا ہے۔ اور ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرنے والے کے دعویٰ کو سُنے اور اس پر غور کرے ؎

خدا کی طرف سے آنیکے دعویٰ پر غور کرنیکا طریق

اب رہا یہ کہ کس طرح غور کیا جائے۔ اس کے متعلق میں بتاتا ہوں۔ غور کرنے کے اور بھی طریق ہیں۔ لیکن ایک اس وقت پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اب جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے متعلق یہ دیکھا جائے۔ کہ اس کے دعویٰ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کی عزت ہوتی ہے۔ یا ہتک۔ اگر اس کے دعویٰ سے رسول کریمؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ تو خواہ سورج کو اپنے دائیں اور چاند کو اپنے بائیں رکھکر بھی دکھا دے۔ تو اس کا دعویٰ مردود ہوگا۔ لیکن اگر اس سے رسول کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ اور آپ کی شان بڑھتی ہے۔ تو وہ قابل قبول ہوگا۔ اور کسی مومن کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں۔ کہ اسے قبول کرلے۔

حضرت عیسیٰؑ کی وفات سے رسول کریمؐ کی عزت ہوتی ہے یا حیات سے

اب دیکھئے اس زمانہ میں جس انسان نے خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نے پہلی بات یہ پیش کی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ جن کو خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا۔ فوت ہوگئے ہیں۔ اور میں اُمت محمدیہؐ کی اصلاح کے لئے آیا ہوں اس کے متعلق ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں اور ان کے دوبارہ آکر رسول کریمؐ کی اُمت کی اصلاح کرنے میں رسول کریمؐ کی عزت ہے۔ یا ہتک۔ اگر ہتک ہو۔ تو ہم اس عقیدہ کو ہرگز درست تسلیم نہ کرینگے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ہر طرح سے دلائل کے ساتھ ثابت ہے۔ دیگر مذاہب کے لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ اپنے بزرگوں کو جو افضل نہیں ہیں۔ سب انسانوں سے افضل قرار دیتے ہیں۔ مگر ہمیں تو خدا تعالیٰ نے سردار ہی ایسا دیا ہے۔ کہ اس کی جتنی بھی عزت و توقیر کریں۔ تھوڑی ہے۔ اور اس کو سب سے افضل کہنا بالکل سچ ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اس بات کو مدِّنظر نہ رکھکر بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور کہیں کے کہیں نکل گئے ہیں۔ اس وقت ہم اس بات کو لیتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات میں رسول کریمؐ کی افضلیت ہے۔ یا ان کی زندگی میں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے ان کے دشمنوں سے بچانے کے لئے

زندہ آسمان پر اُٹھا لیا- اور وہ اس وقت تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں- لیکن اس کے مقابلہ میں رسول کریمؐ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے- کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات دے دی- اور آپ اسی زمین میں مدفون ہیں- آپ کو اپنی زندگی میں کئی تکلیفیں پیش آئیں- مکّہ سے آپ کو نکلنا پڑا- لڑائیوں میں آپ کو زخم لگے- دشمنوں نے آپ کو تنگ کیا- لیکن اس ساری زندگی میں خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان چھوڑ پہاڑ پر بھی نہ اُٹھایا- حضرت عیسیٰؑ پر تو جب ایک مشکل وقت آیا- تو خدا تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اُٹھا لیا- لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دکھ پر دکھ آئے مصیبتوں پر مصیبتیں پڑیں- مگر خدا تعالیٰ نے انہیں اسی زمین میں رکھا- آسمان پر نہ اُٹھایا- اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے- کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو یہ حالت ہے- کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اس قدر بڑھ گئے ہیں- کہ رات اور دن خدا تعالیٰ کی اطاعت کے سوا انہیں کوئی کام ہی نہیں اور خدا تعالیٰ کے سوا انہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا- حتّٰی کہ عیسائی بھی کہتے ہیں- کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور تو خواہ کچھ کہیں- لیکن اس میں شک نہیں- کہ وہ اُٹھتا بیٹھتا- کھاتا پیتا- سوتا جاگتا- صبح و شام- شادی غمی- حتّٰی کہ میاں بیوی کے تعلقات میں- کپڑے پہنتے وقت پاخانہ پھرتے وقت غرض کہ ہر گھڑی اور ہر لحظہ میں خدا کا ہی نام لیتا ہے- اور ایسا معلوم ہوتا ہے- کہ گویا خدا کے متعلق اسے جنون تھا- تو وہ شخص جو خدا تعالےٰ کی محبت میں اتنا بڑھ گیا تھا- کہ ایک عیسائی کہتا ہے- کہ خدا کا اسکو جنون ہو گیا تھا- اس کی تو خدا تعالیٰ مشکلات اور تکالیف میں اس طرح مدد نہیں کرتا کہ آسمان پر اُٹھائے- لیکن حضرت عیسیٰؑ کو جب ذرا تکلیف آتی ہے- تو خدا انہیں آسمان پر اُٹھا لیتا ہے پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو

دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے راتوں رات مکّہ سے جانا اور ایک غار میں چھپنا پڑتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ ؑ کے لئے خدا تعالیٰ مکان کی چھت پھاڑ کر انہیں آسمان پر اُٹھا لیتا ہے۔ اب بتاؤ ان دونوں میں سے خدا تعالیٰ کا زیادہ پیارا اور محبوب کون ہوا؟

حیاتِ مسیح ؑ کا عقیدہ رکھنے سے خدا پر الزام

اس سے تو خدا تعالیٰ پر الزام آتا ہے۔ کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیار اور محبت میں سب سے بڑھ گئے تھے۔ تو کیوں خدا تعالیٰ نے ان سے سب سے زیادہ پیار اور محبت ظاہر نہ کی۔ اور ان کے مقابلہ میں کیوں حضرت عیسیٰ ؑ سے اپنی محبت اور پیار کا زیادہ ثبوت دیا۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیار میں سب سے بڑھ گئے تھے۔ تو خدا تعالیٰ بھی انہیں کے ساتھ اپنی زیادہ محبت کا ثبوت دیتا۔ اور مشکلات کے وقت انہیں آسمان پر اُٹھا لیتا۔ صحابہؓ کے دل میں آنی طور پر یہ بات آئی بھی ہے۔ کہ یہ انسان ایسا نہیں ہے۔ کہ زمین پر وفات پائے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر صحابی تلوار لیکر کھڑا ہو گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ جس نے یہ کہا کہ رسول کریمؐ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اُڑا دونگا۔ وہ تو آسمان پر گئے ہیں۔ اور پھر آئینگے۔ اسوقت اس کے خلاف کہنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور سب خاموش ہو گئے۔ کہ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے۔ اور سیدھے اندر چلے گئے۔ جب جا کر دیکھا کہ رسول کریمؐ فوت ہو گئے ہیں۔ تو باہر آ گئے۔ اور لوگوں کو بلا کر کہا سنو وما محمدٌ الّا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم (۳-۱۳۸) کہ محمد نہیں تھے مگر اللہ کے رسول آپ سے پہلے رسول فوت

ہو گئے۔ اگر آپ بھی فوت ہو گئے۔ تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ یہ رسول ہی تو ہیں۔ خدا نہیں۔ اگر خدا ہوتے تو ہمیشہ زندہ رہتے۔ پھر انہوں نے کہا من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ومن کان یعبد محمدًا فان محمدا قد مات جو اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ وہ سُن لے کہ اللہ زندہ ہے۔ کبھی نہیں مرتا۔ اور جو محمد کی عبادت کرتا ہے۔ وہ دیکھ لے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں"۔ اس طرح انہوں نے بتایا کہ جو یہ کہتا ہے کہ رسول کریمؐ فوت نہیں ہوئے وہ گویا آپ کو خدا سمجھتا ہے۔ کیونکہ خدا ہی ایک ایسی ہستی ہے۔ جس پر موت نہیں آسکتی۔ رسول تو پہلے بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اور یہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا۔ کہ واقعہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ اور یہ بات میرے ذہن میں آئی تھی۔ کہ میں لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اس وقت پھر حضرت حسانؓ مرثیہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر ؞ من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

ہمارا تو سب کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا۔ تو ہمیں کیا کوئی مرے یا جئے ؎

پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے۔ کہ یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ آپ سے پہلے کوئی رسول زندہ نہیں رہا۔ ورنہ ایک سچا مومن کس طرح یہ برداشت کر سکتا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو زمین میں مدفون ہوں۔ اور حضرت عیسیٰؑ اس وقت تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہوں۔ طبعی عمر کے متعلق تو ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی نبی کو زیادہ دیدے۔ اور کسی کو کم۔ مگر غیر طبعی طور پر ایک نبی کو زندہ بٹھائے رکھنا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو چونکہ اس نبی کی زیادہ

ضرورت تھی - اس لئے اس کو زندہ رکھا ہے - اور دوسرے کی کوئی ضرورت نہ تھی - اس لئے اسے وفات دیدی - اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان پر اتنا بڑا حملہ ہوتا ہے - کہ کوئی مسلمان اس کو ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کرسکتا ؎

کیا خدا حضرت عیسیٰؑ کو زندہ اُٹھا لینے پر قادر نہیں

عام لوگ کہدیا کرتے ہیں - کہ کیا خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ رکھنے پر قادر نہیں ہم کہتے ہیں قادر ہے - مگر دیکھنا یہ ہے - کہ اس کی کوئی قدرت ظاہر کس طرح ہوتی ہے - اس کی قدرت یہ ہے - کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر کرے - پھر اس کے خلاف کس طرح ہوسکتا ہے - لیکن مَیں کہتا ہوں - خدا تعالیٰ کا قانون قدرت بھی حضرت عیسیٰؑ کو اس طرح سنبھال کر رکھنے کے خلاف ہے - دیکھو ایک غریب آدمی اپنے کپڑوں کو خواہ وہ کتنے پُرانے ہوں سنبھال کر رکھتا ہے - تاکہ پھر کام آئیں - لیکن امیر اپنے پُرانے کپڑے اوروں کو دیدیتا ہے - اسی طرح غریب انسان ایک دفعہ کا پکا ہوا کھانا سنبھال کر رکھتا ہے - کہ پھر کھالونگا - لیکن امیر ایسا نہیں کرتا - کیونکہ وہ جانتا ہے - کہ جب بھوک لگیگی - اس وقت پھر تازہ پکوا لونگا - اب حضرت عیسیٰؑ کو سنبھال کر رکھنے کا یہ مطلب ہوا - کہ خدا سے اتفاقاً حضرت عیسیٰؑ ایک بہت اعلیٰ درجہ کے نبی بن گئے تھے - اور پھر وہ کوئی ایسا نبی نہیں بنا سکتا تھا - اس لئے ان کو سنبھال کر زندہ آسمان پر رکھ دیا - کہ جب دنیا میں فتنہ و فساد پھیلیگا تو ان کو بھیجدونگا - پہلے تو مَیں نے بتایا ہے - کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ماننے میں رسول کریمؐ کی ہتک ہے - اب اس سے ظاہر ہے - کہ انکو زندہ ماننے والے خدا تعالیٰ کی ہتک تک بھی پہنچ گئے - کسی نے کہا ہے ؏

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا ؎

اس طرح حضرت عیسیٰؑ کو زندہ مان کر خدا تعالیٰ پر حملہ کر دیا گیا۔ ہم کہتے ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان نبی پیدا کیا۔ وہ پھر حضرت عیسیٰؑ جیسا نبی نہیں پیدا کر سکتا تھا۔ ضرور کر سکتا تھا۔ پس اس کو ضرورت نہ تھی۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ رکھکر اپنی قدرت پر حرف آنے دیتا۔

حیات مسیحؑ کے عقیدہ کی بنیاد کب پڑی

غرض حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا عقیدہ نہ صرف اسلام اور رسول کریمؐ کی ہتک کرنے والا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی بھی ہتک کرنے والا ہے۔ اور اس کی بنیاد اس وقت پڑی جبکہ مسلمانوں میں عیسائی شامل ہونے لگے۔ انکی وجہ سے مسلمانوں میں بھی یہ عقیدہ داخل ہو گیا۔ ورنہ کئی بڑے بڑے بزرگوں کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ تو غلطی میں آ کر مسلمانوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا۔ ورنہ مجھے خیال بھی نہیں آتا۔ کہ کوئی مسلمان جان بوجھکر ایسا عقیدہ رکھتا۔ دراصل انہوں نے اس طرف خیال ہی نہیں کیا۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر انہیں علم ہوتا۔ کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ تو وہ کبھی اسے اختیار نہ کرتے۔

دوسرے سے مدد مانگنا ہتک ہے

اس وقت ہم جس انسان کی صداقت پر غور کرنا چاہتے ہیں اس کا دوسرا دعویٰ یہ ہے۔ کہ اُمّت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح کے لئے آپ ہی کی اُمّت سے کوئی انسان پیدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ دوسرے سے مدد مانگنے سے ہتک ہوا کرتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اگر رسول کریمؐ کی اُمّت کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ آئیں۔ تو اس میں رسول کریمؐ کی ہتک ہے۔ یا نہیں۔ مجھے غصہ ہوا۔ میں نے اخبار میں ایک مضمون پڑھا تھا۔ جس کا جھ پر

بڑا اثر ہوا۔ عمان ایک پرانی ریاست ہے۔ وہاں جب بغاوت ہوئی۔ تو
ہندوستان سے تار دیا گیا۔ کہ اگر ضرورت ہو۔ تو ہم مدد دیں۔ اس کے جواب
میں سلطان نے کہا۔ جب تک ہم میں جان ہے۔ آپ کی مدد کی ضرورت
نہیں۔ تو جب تک کسی میں طاقت ہوتی ہے۔ اس وقت تک دوسرے
سے کوئی مدد کی درخواست نہیں کرتا۔ اور نہ دوسرے سے مدد لینا چاہتا ہے۔
اب یہ صاف بات ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اُمّت میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں سے ہیں۔ اور انہی
کی قوم کی تربیت کے لیے آئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے خود کہا ہے۔ کہ میں
بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ان کے متعلق یہ
عقیدہ رکھنا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں فساد پیدا ہو گا۔
تو ان کو اصلاح کے لئے بھیجا جائیگا۔ اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ رسول
کریمؐ کو ان کی امداد کا محتاج بتائیگا۔ لیکن کیا وہ مقدس انسان جس نے دنیا کو
نور سے بھر دیا۔ اور وہ سخی مرد جس نے اپنے خزانوں کے دروازے اس قدر
فراخ کر دیئے۔ کہ دنیا مالا مال ہو گئی۔ اس کے ہاتھ میں (نعوذ باللہ) بھیک کا
ٹھیکرا دینا اس کی ہتک کرنا نہیں ہے، خدا تعالیٰ تو اس کو یہ فرمائے۔ کہ
واما السائل فلا تنھر ہم نے تجھے وہ نعمت دی ہے۔ اور تم وہ انعام
کیئے ہیں۔ کہ جو کوئی بھی تم سے مانگنے آئے اس کے سوال کو رد نہ کرو۔ تیرے
پاس تو اتنی دولت ہے۔ واما بنعمۃ ربك فحدث کہ تو علی الاعلان پکار
پکار کر لوگوں کو کہہ کہ آؤ اور مجھ سے لو۔ ایک تو وہ سخی ہوتا ہے۔ کہ جو اس سے
مانگتا ہے۔ اس کو رد نہیں کرتا۔ مگر رسول کریمؐ کی شان اتنی بڑھی ہوئی ہے۔
کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیرا خزانہ اتنا وسیع ہے۔ کہ تو جگہ بجگہ پھر اور شور مچا کہ
آؤ مجھ سے لو۔ اور یہی نہیں کہ جو سائل تیرے پاس آئے۔ اسے تو دے۔

بلکہ خود سائلوں کو تلاش کر کے دے۔ تو اس عظمت اور شان والا انسان جس کے سپرد خدا تعالیٰ نے نور اور معرفت کے خزانے کر دیئے۔ اس کا بنی اسرائیل کے نبی کو بلاکر لانا کہ آؤ میری اُمت میں فتنہ پڑ گیا ہے۔ اس کو دُور کر دو۔ کہاں تک اس کی شان کے شایان ہے۔ اگر واقعہ میں ایسا ہو۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عیسیٰؑ کے سامنے کیونکر آنکھ اُٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت جبکہ ایمان ثریا پر چلا گیا۔ قرآن کو لوگوں نے چھوڑ دیا۔ دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے کمریں باندھ لیں۔ اس وقت آپ کی قوّت قدسیہ تو باطل ہو گئی۔ اور آپ کو دوسرے کے گھر سے دیا روشن کرنا پڑا۔ اور دوسرے کی امداد نے آپ کی اُمت کو بچایا۔ اس سے زیادہ افسوس اور رنج کی بات کونسی ہو گی۔ اور اس سے زیادہ اور کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہو گا۔ اس بات کو سامنے رکھکر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ ماننا پڑیگا۔ کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ رسول کریمؐ کی اُمت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل سے کسی عیسیٰ کو لانے کی ضرورت پیش آئیگی۔ بلکہ صحیح اور سچی بات یہ ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسیہ ہی خود عیسیٰؑ پیدا کرے گی۔ آپؐ کا روحانی فیض اور آپ کی تعلیم ایسے آدمی کھڑے کریگی۔ جو آپ کی اُمت کی اصلاح کرینگے ؎

رسول کریمؐ کے بعد نبی

اب جبکہ ان دو نو باتوں کا فیصلہ ہو گیا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ اور اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اسی اُمت سے عیسیٰؑ کھڑا ہو گا۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان باتوں کو تو مان لیا۔ لیکن خدا کی طرف سے آنے کا جو شخص دعویٰ کرتا ہے۔ وہ تو کہتا ہے۔ کہ میں نبی ہوں۔ کیا اس سے رسول کریمؐ کی ہتک نہیں ہوتی ہے۔ اس سے بھی تو ہتک ہوتی ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے ؎

اس بات پر بھی ہم اسی طرح نظر ڈالتے ہیں۔ کہ آیا رسول کریمؐ کے بعد کسی نبی کا آنا آپ کی ہتک ہے۔ یا عزت۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو رسول شریعت لاتے ہیں۔ ان کی شریعت کو وہی نبی آکر مٹا سکتا ہے۔ جو اُن سے بڑا ہو۔ اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ کے بعد کوئی ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو آپ کی شریعت کو مٹا دے۔ تو اس سے رسول کریمؐ کی بہت بڑی ہتک ہوگی۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوگا۔ کہ آپ جو تعلیم لائے وہ چونکہ قابل عمل نہیں رہی۔ اس لیئے اس کو بدلنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ کیونکہ کوئی عمارت اسی وقت گرائی جاتی ہے۔ جبکہ بوسیدہ ہو جائے۔ یا حسب منشاء استعمال کے قابل نہ رہے۔ اسی طرح شریعت محمدیہ اسی صورت میں منسوخ ہو سکتی ہے۔ کہ یا تو ناقص ہو جائے۔ یا موجودہ زمانہ کے قابل نہ رہے۔ اب اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے۔ تو رسول کریمؐ کی سخت ہتک کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے۔ کہ باوجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے قائم اور برقرار رہنے کے کوئی ایسا نبی آسکتا ہے۔ تو اس میں بھی رسول کریمؐ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ محمد صلعم کی اتباع کے علاوہ اور بھی کوئی ایسا دروازہ ہے۔ کہ جس کے راستے انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا دروازہ ہو۔ تو وہ بھی رسول کریمؐ کی طرح یا آپؐ سے بڑھکر ہوا۔ اور یہ بھی آپ کی ہتک ہے۔ لیکن سوال تو یہ در پیش ہے۔ کہ ایک انسان محمد صلعم کی اتباع کر کے اتنا بڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ کہ جتنا پہلے نبیوں کی تعلیم پر عمل کر کے کوئی نہیں بڑھا۔ اور آپؐ کی تعلیم پر عمل کرکے نہ کہ اس کے خلاف چلکر آپؐ کی غلامی میں ہو کر نہ کہ آپ کی برابری کر کے آپؐ کے احکام کو مانکر نہ کہ ان کو رد کر کے ایک شخص عزت کے اس مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ یا نہیں جس کا نام نبوت ہے۔ پس اس کے متعلق دیکھنا چاہیئے کہ ایا

نبی محمد صلعم کی ہتک کرنے والا ہوگا۔ یا عزت کرنے والا؟

رسول کریمؐ کے بعد مصلح کی ضرورت

اس کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ایسا نبی مان لیں۔ تو اس سے رسول کریمؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح ماننا پڑتا ہے۔ کہ رسول کریمؐ کے بعد کسی اور مصلح کی ضرورت باقی ہے۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر رسول کریمؐ کے بعد کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ تو پھر اسلام میں مجدّد کیوں آئے۔ اور اور بڑے بڑے بزرگ کیوں لوگوں سے بیعتیں لیتے رہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مصلح کی ضرورت تو موجود ہے۔ اور ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ ایسے مصلحین سے بڑے درجہ کا بھی کوئی آسکتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر تو رسول اللہؐ کے بعد آپ کی اُمّت بگڑ نہیں سکتی۔ تو پھر اس کے لئے کسی مصلح کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر بگڑ سکتی ہے۔ اور شریعت کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ سکتی ہے۔ تو کیا محمد صلی اللہ علیہ سلم کا یہی کمال ہے۔ کہ آپ کی اُمّت میں برائیاں تو پیدا ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کو دُور کرنے والا کوئی نہیں پیدا ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ سے آپ کو جس قدر محبّت ہے۔ اس کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کی اُمّت کا خدا تعالیٰ زیادہ خیال رکھے نہ یہ کہ اسے آوارہ چھوڑ دے۔ اور کہے جا تباہ ہو۔ دیکھو کسی کی خبر گیری کرنا بھی تو اس سے محبّت کا ثبوت ہوتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ میرے بچے بیمار ہوں۔ تو میں ان کا کوئی علاج نہیں کرتا۔ آوارہ پھریں۔ تو میں ان کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔ اور یہ میری محبّت کا ثبوت ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کی اُمّت کی حفاظت بھی دوسری اُمّتوں سے زیادہ کرے۔ کیونکہ جس سے جتنا پیار اور عشق زیادہ ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ

اس سے سلوک بھی کیا جاتا ہے۔ محبت میں تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ حدیث
میں آتا ہے۔ کہ وہ پانی جس سے رسول کریمؐ وضو کرتے۔ اس کو حاصل کرنے
کی کوشش کرتے ہوئے صحابہؓ آپس میں لڑ پڑتے۔ عبداللہ بن عمرؓ حج کو جاتے
ہوئے اسی جگہ پیشاب کرتے جہاں رسول کریمؐ نے حج کو جاتے ہوئے
کیا تھا۔ آج کہا جائیگا۔ کہ یہ بیہودہ بات تھی۔ مگر محبت کا علم جاننے والے
جانتے ہیں۔ کہ جس سے محبت ہو۔ اس کی ہر ایک بات پیاری لگتی ہے۔
مگر کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ محمد صلعم کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اگر آپؐ کی
اُمت بگڑ جائے۔ تو اس کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کوئی انتظام نہیں کرتا۔
پس اگر کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے تمام لوگ
ہمیشہ نیک اور پرہیزگار ہی رہینگے۔ اس لئے ان کی اصلاح کے لئے کسی مصلح
کے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے۔ تو واقعہ میں رسول کریمؐ
کی اُمت کے لئے کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر یہ نظر آئے۔ کہ مسلمان
کہلانے والوں نے نمازیں چھوڑ دی ہوں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ عشا ... کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔
میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں ان کے گھروں کو مع ان کے جلا کر راکھ سیاہ کر دوں۔
اور جب رسول کریمؐ جیسا رحیم کریم انسان عشا ... کی نماز کے لئے یہ فرماتا ہے۔
تو دوسری نمازوں کے لئے خود سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ ان کا پڑھنا کتنا ضروری
ہے۔ پس اگر لوگوں نے نمازیں چھوڑ دی ہیں۔ اور زکوٰۃ جس کے متعلق حضرت
ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ جو اونٹ کی رسی تک نہیں دیگا۔ میں اس سے جہاد کرونگا۔
اس کا دینا ترک کر دیا ہے۔ اور اسی طرح شریعت کے دوسرے احکام کو چھوڑ دیا
ہے۔ تو پھر کیوں ان کے لئے کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر مسلمان
نہ بگڑتے۔ تو ان کو کسی مصلح کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر جب ان کا بگڑنا ثابت ہے۔

توپھر یہ کیوں نہ مانا جائے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے سامان بھی کیا ہوگا۔ اگر نہیں کیا۔ تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا تعالیٰ کو رسول کریم صلعم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ یہ تو "انگور کھٹے ہیں" والی مثال ہے۔ جب ہر ایک شخص دیکھ رہا ہے۔ حتیٰ کہ دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی حالت بگڑ چکی ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اپنی بیہودگی کا ثبوت دینا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

رسول کریمؐ کی اُمّت سے نبی آسکتا ہے

باقی رہا یہ کہ کوئی کہے اسلام میں مجدّد اور مامور تو بے شک آئیں۔ لیکن کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس طرح رسول کریم صلعم کی ہتک ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ایسا نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ جو صاحب شریعت ہو۔ اور رسول کریمؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ تو بے شک اس میں رسول کریمؐ کی ہتک ہے۔ لیکن اگر رسول کریمؐ کی اُمّت میں سے کسی کو بطور اعزاز کے یہ درجہ اور رُتبہ دیا جائے۔ تو اس میں آپؐ کی ہتک نہیں۔ بلکہ عزّت ہے۔ دیکھو دنیا میں اسی انسان کی بڑی عزّت سمجھی جاتی ہے۔ جس کے ماتحت بڑے بڑے درجہ کے انسان ہوں۔ ایک کمانڈر انچیف کیوں بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کئی کرنیل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک کرنیل کیوں بڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ کئی جرنیل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ تو بڑے کی تعریف ہی یہ ہے۔ کہ بڑے بڑے اس کے ماتحت ہوں۔ ... ... نہ یہ کہ بڑے بڑے تو مر جائیں۔ اور جو پیچھے رہے وہ کہے کہ میں بڑا ہوں۔ یوں تو مُردوں میں بھی ایک بچہ بہادر کہلا سکتا ہے۔ لیکن کیا واقعہ میں وہ بہادر ہوتا ہے۔ بڑا بہادر اصل میں وہی ہوتا ہے۔ جو کئی بہادروں سے بڑا ہو

ایک بچہ مُردوں کے مُنہ پر طمانچے مار کر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں بڑا بہادر ہوں۔ بہادر وہی ہوتا ہے۔ جو دوسرے بہادر کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسی طرح مدرسہ کونسا اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔ وہی جس میں لڑکا پڑھکر دوسرے مدرسوں کے لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ لائق ثابت ہو سکے۔ اب دیکھو رسول کریمؐ خود فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فضیلت دی ہے۔ اور میں قیامت کے دن اپنی اُمّت پر فخر کرونگا۔ اس کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آپ کس بات پر فخر کرینگے۔ اور وہ کونسی بات ہے۔ جو اور کسی اُمّت کو نہیں دیگئی۔ مگر آپؐ کی اُمّت کو دی گئی یہی ہے۔ کہ دوسرے انبیاءؑ کے امتیوں میں مجدّد اور مصلح تو ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی نہیں ہوا۔ تو نبی نہیں ہوا۔ پس رسول کریمؐ کے لئے یہی فخر کی بات ہے۔ کہ یہ درجہ آپؐ کے غلاموں میں سے کسی کو حاصل ہو۔ تاکہ اس طرح آپؐ کی عزّت اور عظمت بڑھے۔ پھر آپؐ کی اُمّت میں سے کسی کے نبی ہونے کی ایک اور بھی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ رسول کریم صلعم نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے۔ تو ان کے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا۔ کہ میری اطاعت کرتے۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ جس کے متعلق دشمن اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ ایسا دعویٰ کرنا جس کا کوئی ثبوت نہ ہو بہادری نہیں ہے۔ اس اعتراض کا جواب دینا ضروری تھا۔ اور اسی طرح دیا جا سکتا تھا۔ کہ رسول کریمؐ کی اُمّت میں سے اسی درجہ اور رتبہ کا انسان بھیجدیا جائے۔ جو حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کا درجہ تھا۔ پس رسول کریم صلعم کا یہ دعویٰ سچّا ثابت کرنے کے لئے کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے۔ تو میری اتباع کرتے۔ ضروری تھا۔ کہ ایک شخص کو آپؐ کی اُمّت میں سے کھڑا کیا جاتا۔ جو ان کے درجہ پر پہنچکر یہی کہتا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اور ان سے ایک قدم دوری

میرے لئے ہلاکت اور تباہی ہے۔ کیونکہ جب آپ کی اُمّت میں سے کوئی ایسا شخص کھڑا ہو۔ تب آپ کا دعویٰ سچا ثابت ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر آپؐ کا دعویٰ یونہی تھا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا ثابت کرنے کے لئے ضروری تھا۔ کہ آپؐ کی اُمت میں سے کسی کو نبوّت کا درجہ دیا جاتا ؛

موجودہ زمانہ میں دعویٰ نبوّت کرنیوالے نے رسول کریمؐ کی عزّت کی یا ہتک۔

اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ شخص جس نے اس زمانہ میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے اگر اپنے قول اور فعل سے رسول کریمؐ کی عظمت ثابت کی ہے۔ یا آپؐ کی ہتک کی ہے۔ اگر اس کے عمل سے رسول کریمؐ کی عظمت ثابت ہو۔ تو اسے قبول کرنا چاہیئے۔ ورنہ ردّ کردینا چاہیئے ؛

اس زمانہ میں اسلام کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس پر تباہی آرہی ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی مصلح کا آنا ضروری تھا۔ مگر سوائے اُس کے اور کوئی شخص ایسا نہیں ملتا۔ جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا ہو۔ اب اگر وہ بھی سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ اور (نعوذ باللہ) دجّال ہے۔ تو یہی کہا جائیگا۔ کہ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ ایسی نازک حالت میں اسلام کی مدد کرتا۔ اس نے بھیجا تو ایک دجّال کو بھیجا۔ حالت تو یہ ہو۔ کہ ایک مریض مر رہا ہو۔ اس وقت چاہیئے تو یہ کہ اسے ایسی دوا دی جائے۔ جس سے وہ شفا پائے لیکن اُلٹا زہر دیدیا جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ وہ دجّال بھی عجیب ہے۔ کہ اس کا ایک لمحہ ایسا نہیں گذرتا۔ جس میں وہ رسول کریمؐ پر درود نہ بھیجتا ہو۔ آپؐ کی شان کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرتا ہو۔ اور اسلام کی خدمت میں مشغول نہ ہو۔ مسلمان کہلانے والوں کی تو یہ حالت ہو۔ کہ رسول کریمؐ کی ہتک

کرنے والوں آپ کو گالیاں دینے والوں اسلام پر حملے کرنے والوں سے بغل گیر ہوں۔ مگر اس کی غیرت کا یہ حال ہو۔ کہ پنڈت لیکھرام سلام کے لئے آیا۔ اور وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور اس طرف سے مُنہ پھیر لیتا ہے۔ اس پر سمجھا جاتا ہے۔ کہ آپ نے لیکھرام کو پہچانا نہیں۔ اور بتایا جاتا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام آپ کو سلام کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس پر اس کا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اس کو شرم نہیں آتی۔ میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے۔ اور مجھے سلام کرنے کے لئے آیا ہے۔ پھر جہاں کہیں کوئی رسول کریمؐ کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے۔ وہ اسی پر پِل پڑتا ہے۔ امریکہ میں ایک شخص ڈوئی اُٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے اسلام کو مٹانے اور عیسائیت کو پھیلانے کے لئے آیا ہوں اس کو للکارتا ہے۔ کہ آ مجھ سے آکر مقابلہ کر اور دیکھ کہ اسلام غالب آتا ہے یا عیسائیت۔ یہ سُن کر وہ کہتا ہے۔ کہ اس کی طاقت ہی کیا ہے۔ مَیں اُسے موری کے کیڑے کی طرح مسل دونگا۔ اس کے جواب میں وہ انسان کہتا ہے۔ کہ خدا تجھے ذلیل اور رسوا کریگا۔ اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرتا۔ کہ ڈوئی کا باپ اعلان کرتا ہے۔ کہ یہ حرام کا لڑکا ہے۔ پھر اس کے بیوی بچے اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی برائیاں اور بدکاریاں دنیا میں ظاہر کرتے ہیں۔ پھر اس پر فالج گرتا ہے۔ اور ذلت و رسوائی کی موت مرتا ہے جس پر عیسائی اخبار لکھتے ہیں۔ کہ عیسائیت کے پہلوان پر اسلام کا پہلوان غالب آگیا۔ تو وہ شخص جو اسلام کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

وہ اگر نعوذ باللہ دجّال ہے۔ تو پھر مسلمان کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو خود کہتا ہے کہ اگر خدا کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کفر ہے۔ تو خدا کی قسم میں کافر ہوں۔ کیونکہ وہ اسلام جس میں محمد صلعم کی ہتک ہوتی ہو۔ اس سے یہ کفر مجھے ہزار درجہ پسند ہے۔ جس سے آپؐ کی عزّت اور عظمت ثابت ہوتی ہے ؛

حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت معلوم کرنے کا طریق

پس اس کی صداقت معلوم کرنے کے لئے اس کے کاموں اور اس کے ماننے والوں کے کاموں کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ آیا وہ رسول کریمؐ کو گالیاں دیتے اسلام کو ذلیل کرتے ہیں۔ یا دنیا کے چاروں کونوں میں اسلام اور رسول کریمؐ کا نام پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں۔ گو اس وقت ہماری جماعت دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے۔ اور مالی حالت بھی کمزور ہے۔ مگر ہم نے مختلف ممالک میں اپنے مبلّغ بھیجے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی جس قدر دین کی خدمت کر سکتا ہے اس میں لگا ہؤا ہے۔ اور دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہؤا میں نے لنڈن میں مسجد بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی تحریک کی تھی۔ جس میں اس وقت تک ۹۲ ہزار کے قریب روپیہ جمع ہو گیا ہے ؛

پس اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے جو ہم میں اور دوسرے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کس کے عقائد ایسے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور کس کے ایسے ہیں جن سے عزّت۔ ہمارے افعال اور حالات سے اگر ہمارے مخالفین پر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی عزت ثابت ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ کی طرف توجہ نہ کریں ؛

دُعا خدا تعالیٰ سے دُعا ہے۔ کہ وہ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے اور اس بات کی توفیق دے۔ کہ آپ لوگ ان عقائد کو چھوڑ دیں جن سے کسی رشتہ اور تعلق کی کوئی پروا نہ کریں۔ جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور ان عقائد کو اختیار کریں جن سے رسول کریم صلعم کی عزت اور عظمت کا ثبوت ملتا ہے۔ تاکہ دنیا میں رسول کریمؐ کی عزت قائم ہو ؛

(مرتبہ منشی غلام نبی صاحب۔ ایڈیٹر الفضل)

احمدیہ تبلیغی اخبار

ہندوستان پچھلے نمبر میں ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے سفر لاہور و امرتسر کا ذکر کیا تھا الحمد للہ کہ یہ سفر نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ لاہور میں حضرت کے پانچ لیکچر ہوئے جن میں سے بوجا اپنے وسعت اثر کے دو خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ سب سے پہلا لیکچر آپ کا پندرہ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو تین بجے کے بعد بریڈلا ہال لاہور میں شروع ہوا۔ خان ذوالفقار علیخاں صاحب صدر جلسہ قرار پائے۔ مضمون یہ تھا کہ آیا جیسا کہ وزیر ہند نے اعلان کیا ہے آیندہ دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت کے اصول پر رکھی جا سکتی ہے یا اسلام پر۔ حضرت نے تقریباً اڑھائی گھنٹے تک اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ اور اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا باہم مقابلہ

کرکے تاریخ کی روشنی میں یہ بتایا اور ثابت کیا کہ عیسائیت کے اصول ہرگز اس قابل نہیں کہ ان پر ایک لمحہ کے واسطے بھی دنیا کے امن کی بُنیاد رکھی جاسکے اور یہ کہ صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس پر یہ بُنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ حاظرین کی تعداد کم وبیش ساڑھے تین چار ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ جن میں احمدی غیر احمدی ہندو سکھ عیسائی وغیرہ سبھی لوگ شامل تھے۔ لوگوں نے نہایت اطمینان اور آرام کے ساتھ حضرت کی تقریر کو سُنا اور بہت اچھا اثر لے کر گئے۔

دوسرا پبلک لیکچر ۱۷۔ فروری ۱۹۲۰ء کی شام کو بعد نماز مغرب حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج میں تھا۔ شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر لاہور صدر جلسہ تھے لیکچر کا مضمون اسلام کے ابتدائی فِتَن کے متعلق تھا۔ گویا یہ لیکچر حضرت کے اس لیکچر کا دوسرا حصہ تھا جو آپ نے گذشتہ سال اسی جگہ دیا تھا۔ یہ لیکچر اسلامیہ کالج ہسٹاریکل سوسائٹی کی درخواست پر دیا گیا جس کے حضور بھی ممبر ہیں۔ ہال حاضرین سے پُر تھا بلکہ کئی لوگوں کو جگہ نہیں مل سکی۔ حضرت نے قریباً دو اڑھائی گھنٹہ تک اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ اور تاریخی طور پر یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کے ان ابتدائی تنازعات کے کیا اسباب تھے اور کن کن مجبوریوں اور غلط فہمیوں کے ماتحت انکو ان جھگڑوں میں قدم رکھنا پڑا۔ حاظرین نہایت محظوظ ہوئے۔ صدر جلسہ نے تقریر کے ختم ہونے کے بعد لیکچر کی بہت تعریف کی۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ ایں سعادت بزور بازو نیست، تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ایک غیر احمدی کے مُنہ سے یہ الفاظ کوئی معمولی بات نہیں۔

ان دو لیکچروں کے علاوہ حضرت کا ایک پبلک لیکچر احمدیہ ہوسٹل میں مذہب اور اسکی ضرورت پر ہوا۔ اس میں بھی ہر قسم کے لوگ شامل تھے

خصوصاً کالجوں کے پروفیسر اور طالب علم کثرت سے آئے تھے اور خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ یہ ختم ہوا۔ لیکچر کے بعد بعض حاضرین نے کچھ سوالات بھی کیے ؂

ایک لیکچر حضرت کا ایک صاحب کی دعوتِ شادی کے موقعہ پر ہوا۔ جو خالصتہً احمدیت کی تبلیغ کے متعلق تھا اور نہایت موثر ثابت ہوا اور ایک لیکچر واپسی سے پہلے احمدیان لاہور کے سامنے ہوا جو ایک وعظ کے رنگ میں تھا ؂

ان لیکچروں کے علاوہ حضرت کے پاس لاہور میں جو لوگ ملنے کے لئے آتے رہے ان کے ساتھ بھی حضرت کی تقریریں ہوتی رہیں۔ اسلامیہ کالج کے پرنسپل مسٹر رجسٹرڈ بھی آئے اور حضرت کے سامنے کالج کے احمدی طلباء کی بہت تعریف کی ؂

۲۲۔ فروری ۱۹۲۰ء کو حضرت امرتسر تشریف لائے۔ اور دو بجے بندے ماترم ہال میں تقریر کی۔ اس لیکچر کا مضمون "صداقت اسلام" پر تھا۔ حضرت نے اس جگہ اور اس مضمون کو خاص مصلحت سے پسند فرمایا تھا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے سولہ سال پہلے اسی جگہ اور اسی مضمون پر ایک تقریر فرمانی چاہی تھی اور شروع بھی کی تھی مگر امرتسر کے لوگوں کے فساد کی وجہ سے ختم نہیں کر سکے پس حضرت نے پسند کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس منشاء کو پورا کیا جاوے۔ حاظرین کی تعداد اڑھائی ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے لیکچر نہایت کامیاب ہوا اور خدا کے فضل سے نہایت عمدہ اور موثر طریق پر احمدیت کی تبلیغ ہوئی۔ اس لیکچر میں احمدیوں کی تعداد بھی بہت کافی تھی کیونکہ قادیان سے بہت سے احباب لیکچر سننے کے واسطے امرتسر چلے گئے تھے۔ دوران لیکچر میں بعض شورہ پشت لوگوں نے ہال کے اوپر کچھ پتھر بھی پھینکے مگر الحمدللہ لیکچر نہایت

امن اور کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ صدر جلسہ جناب خان ذوالفقار علیخانصاحب تھے۔ لیکچر کے بعد حضرت امرتسر میں صرف دو چار گھنٹے ہی ٹھہرے اور پھر رات کی گاڑی واپس لاہور تشریف لے گئے۔ اور لاہور میں دو تین دن کے قیام کے بعد ۲۶۔ فروری کو قادیان تشریف لے آئے۔ حسب دستور قادیان کے خدام حضرت کے استقبال کے واسطے دو میل تک آگے گئے۔

چونکہ اس سفر میں حضرت کو بہت محنت کا کام کرنا پڑا اور بہت بولنا پڑا۔ اس لئے طبی مشورہ کے ماتحت مناسب خیال فرمایا کہ چند روز کے واسطے حضور بیاس کے کنارے تفریح کے واسطے تشریف لیجاویں۔ چنانچہ قادیان میں چار پانچ روز کے قیام کے بعد حضور موضع پھیرو چیچی میں جو دریائے بیاس کے کنارے پر ہے تشریف لے گئے اور وہاں چند روز ٹھیر کر گورداسپور اور گورداسپور سے پٹھانکوٹ تشریف لے گئے چنانچہ ابھی تک حضور پٹھانکوٹ میں ہی تشریف رکھتے ہیں اور خبر موصول ہوئی ہے کہ غالباً ۲۷۔ مارچ تک واپس قادیان تشریف لائینگے۔

قادیان سے بعض خاص چندوں کی فراہمی اور تحریک کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایت کے ماتحت چار پانچ وفد روانہ کئے گئے ہیں جو پنجاب کے مختلف اضلاع کا دورہ لگا رہے ہیں۔ امید ہے احباب ہر طرح ان کے کام میں ان کے مددگار ہونگے۔

سیلون۔ ماریشس اور نائیجیریا کے طلباء کے واسطے ایک باقاعدہ کلاس کھول دی گئی ہے جس میں حضرت مولوی شیر علی صاحب بھی کچھ وقت دیتے ہیں۔

انگلستان انگلستان میں تبلیغ کا کام خاطر خواہ جاری ہے۔ بابو عزیز الدین صاحب بھی ولایت پہنچ چکے ہیں۔ ہماری گذشتہ رپورٹ

کے بعد سے لیکر آج تک تیئس سے اوپر نئے مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور ایک تازہ بشارت یہ ہے کہ ملک ہالینڈ میں ایک صاحب مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ مسجد لنڈن کے لئے چندہ سوا لاکھ سے اوپر پاؤنڈ کی صورت میں بنک میں جمع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے ابھی آمد برابر جاری ہے۔ خدا نے چاہا تو لنڈن میں احمدیہ مسجد کی تعمیر ولایت میں احمدیت کے واسطے ایک نیا دَور شروع کرنے والی ثابت ہوگی۔ چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر محنت شوق اور توجہ کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائگی میں مصروف ہیں۔ احباب ان کے واسطے خصوصیت سے دعائیں فرمائیں اور ان کے اہل وعیال کے واسطے بھی جن سے جدا ہو کر وہ ہزاروں کوسوں پر اس دینی کام میں مصروف ہیں ؂

امریکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ پہنچ چکے ہیں۔ تار آگیا ہے لیکن ابھی تک وہ اپنا کوئی مرکز قائم کرکے تبلیغ شروع کرسکنے کے قابل نہیں ہوئے۔ بعض مشکلات بھی ہیں احباب حضرت مفتی صاحب کے واسطے اور امریکہ میں احمدیہ مشن کی کامیابی کے واسطے خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں اور یہ بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مشکلات کو اپنے فضل سے دُور فرمادے ؂

ماریشس ماریشس میں مسجد کا مقدمہ ابھی تک چلا جارہا ہے۔ مخالفت زوروں پر ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے احباب کے ساتھ ہو ؂

سیلون سیلون میں غیر احمدیوں کی طرف سے مخالفت بہت زوروں پر ہے بلکہ جیسا کہ لکھا گیا تھا ان کی طرف سے ہماری مخالفت میں "میسیج" کے مقابلہ پر ایک اخبار بھی جاری کیا گیا ہے۔

خدا کرے اس مخلص جماعت کی دعائیں قبول ہوں اور کوئی قابل مبلغ مرکز کی طرف سے ان کے پاس بھیجا جاسکے۔ سخت ضرورت ہے۔ جماعت کی حالت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

نائیجیریا نائیجیریا میں ہمارا کوئی باقاعدہ مبلغ نہیں تاہم خدا کے فضل سے وہاں احمدیت کا بیج بویا جاچکا ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ اس ملک میں لاکھوں لوگ عیسائی ہوچکے ہیں۔ پچھلے ایام میں انہی عیسائیوں میں سے کئی سو کی تعلیمیافتہ جماعت نے ایک باقاعدہ انجمن بنائی تھی جس کی غرض یہ تھی کہ مذہبی تحقیقات کی جاوے۔ خبر موصول ہوئی ہے کہ اس انجمن کا سیکرٹری خدا کے فضل سے مسلمان ہوگیا ہے الحمدللہ۔ نائیجیریا میں مبلغ کی ضرورت سخت محسوس ہورہی ہے۔ ٭

متفرق ہمارے آدمی خدا کے فضل سے قریباً دنیا کے ہر ملک میں کام کر رہے ہیں۔ مصر میں جماعت قائم ہوچکی ہے۔ عراق و ایران میں سلسلہ شروع ہے۔ آسٹریلیا میں ہمارا مبلغ موجود ہے۔ اور خدا کے فضل سے سب جگہ مذہبی دنیا میں حرکت پیدا ہورہی ہے۔ عرب میں مشن قائم کرنیکی تجویز ہوچکی ہے۔ جاپان میں بھی مبلغ بھیجنے کا خیال ہے۔ جنوبی امریکہ میں بھی اشاعت سلسلہ کی صورت پیدا ہورہی ہے اللّٰھم زد فزد۔ کام خدا کا ہے وہی کررہا ہے ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔

سہ ماہی رپورٹ متعلق رسالہ ریویو آف ریلیجنز از یکم جنوری لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۲۰ء

ناظرین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت احباب نے رسالہ

٭ آج خبر موصول ہوئی کہ انجمن مذکور کا پریذیڈنٹ بھی مسلمان ہوگیا ہے۔ منہ

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق خاص توجہ فرمائی ہے۔ ۸۷ نئے خرید ار درج رجسٹر ہو چکے ہیں۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ ان کی پیشگی قیمت بھی وصول ہو چکی ہے۔ چنانچہ ان کی تفصیل ضلعوار حسب ذیل ہے:-

امرتسر - انبالہ - بڑودہ - بنگال - بلوچستان - بنوں - پورٹ بلیر - ریاست پٹیالہ

۳ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۱ ۴

پشاور - جموں - جالندھر - جیند - جودھپور - جہلم - ڈیرہ غازیخاں - ڈیرہ دون

۳ ۱ ۴ ۱ ۱ ۱ ۱ ۲

راولپنڈی - سہارنپور - سرگودہا - سیالکوٹ - سندھ - شیخوپورہ - شاہجہانپور - علیگڈھ

۱ ۱ ۱ ۳ ۱ ۱ ۱ ۱

فیروزپور - قادیان - کشمیر - گوجرانوالہ - گورداسپور - لاہور - لدھیانہ - لائل پور

۴ ۱۲ ۱ ۴ ۱ ۴ ۱ ۲

منٹگمری - ملتان - مارشس - نابھ - ہوشیارپور - یوپی -

۱ ۲ ۵ ۲ ۴ ۲

اس میں شک نہیں۔ کہ شکر کرنے والے کے واسطے یہ تعداد بہت ہے۔ اور میں لئن شکرتم لازیدنکم کے ماتحت خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوا اللّٰھم زد فزد کی دعا کرتا ہوں۔ اور سیکرٹری صاحبان کو استقلال کے ساتھ کوشش کو جاری رکھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ کیونکہ بجٹ رپورٹ کے مطابق خریداران ریویو کی دگنی تعداد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کو پورا کرنے کے واسطے کم از کم دس گنا تعداد کی ابھی ضرورت ہے۔ اگر آئندہ بھی اسی طرح خوش کن آواز جاری رہی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت کے آگے یہ معمولی بات ہوگی۔ کہ خریداران کی تعداد دس ہزار تک پہنچ جاوے۔ نیز میں منشی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ حافظ مولوی غلام محمد صاحب مبلغ مارشس:

باقی دیکھو ٹائٹل پیج صفحہ ب

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری۔ خانصاحب منشی فرزند علیصاحب فیروزپوری مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔ کا شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے خاص طور پر اس کام میں دلچسپی لی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں بیش از بیش برکت دے ؏

میں ان دوستوں کا بھی ممنون احسان ہوں۔ جنہوں نے اپنے پاس سے چندہ دیکر اپنے دوستوں کے نام رسالہ جاری کرایا ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ اس کا اظہار انہیں ناگوار گذریگا۔ مگر صرف دوسرے متموّل بھائیوں کو بھی انکے فرض کا احساس کرنے کی خاطر ان کے احسان کا اظہار کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ مندرجہ ذیل اصحاب میری اس معذوری پر خیال نہ فرما دینگے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بھی اپنے بندوں کی خدمات کا مشکور ہوتا ہے۔ تو ہم کیوں نہ ہوں۔ لہذا ایسے دوستوں کا مندرجہ ذیل احسان احمدی قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں:۔

(۱) جناب سیٹھ الہ دین صاحب سکندر آباد - ۱۲ خریدار
(۲) جناب سید امیر حسین شاہ صاحب احمد نگر۔ ۱ ؍؍
(۳) جناب میاں یوسف علیصاحب ملکپوری۔ ہیڈ فقریاں۔ ۱ ؍؍
(۴) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب حصاری ضلع ہزارہ - ۱ ؍؍
(۵) جناب مولوی غیاث الدین صاحب پڑہ بنگال - ۱ ؍؍
(۶) جناب چودھری کریم بخش صاحب ذیلدار رائے پور ریاست نابھ۔ ۱ ؍؍
(۷) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب جالندھری - ۲ ؍؍

خاکسار
شیر علی عفی عنہ
مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

Digitized by Khilafat Library

نوٹ۔ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس۔کے برمن کی گانوری جنتری سنہ ۱۹۲۰ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلاقیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کیجائیگی ؁

پُرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار یا پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہوجاتا ہے

لرزہ۔ بخار۔ پُرانا ہوجانے پر باری سے نہ آکر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے۔ جسم کا خون پانی سا ہوجاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا و میلا ہوجاتا ہے۔ تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے۔ سانس پھولتی ہے۔ کھانیکی خواہش و قوّت بہت ہی گھٹ جاتی ہے تلی و کلیجہ کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے۔ کبھی مُنہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے اور زندگی وبال ہوجاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں قیمت چوبیس گولیونکی ڈبیہ ۸ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ر

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں ؁

(۱) روغن صندل۔ سوزاک کیلئے نہایت مفید ہے قیمت ۱ر محصول ایک سے چار شیشی تک ۵ر

(۲) اجوائن کا تیل۔ قے بدہضمی کی ایک ہی دوا ہے قیمت ۶ر 〃 〃 ۵ر

(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ۸ر 〃 〃 ۵ر

(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کے لئے مفید ثابت ہوا ہے ۴ر 〃 〃 ۵ر

(۵) روغن دال چینی۔ یہ دال چینی کے ملائم چھالکو کشید بنا ہے اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے ۶ر 〃 〃 ۵ر

(۶) روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو دفع کرتی ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے ۴ر 〃 〃 ۵ر

(۷) روغن لیمو۔ ہے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیمو کا خوشبو دیتا ہے ۴ر 〃 〃 ۵ر

(۸) روغن پپرمنٹ۔ پیٹ کے درد بدہضمی اور ریاح کے خارج کرنے میں یہ بہت مشہور دوا ہے ۱۰ر 〃 〃 ۵ر

(۹) روغن الائچی۔ متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے قیمت ۶ر محصولڈاک 〃 ۵ر

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب صاحب پرنٹر و پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کے لئے شائع ہوا)